گھر والوں کو آگ سے بچاؤ

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گھر والوں کو آگ سے بچاؤ

گھر والوں کو

آگ سے بچاؤ

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : گھر والوں کو آگ سے بچاؤ

مؤلفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : نومبر 2006ء

طبع دوم : جنوری 2016ء

طبع سوم : مئی 2017ء

تعداد : 2000

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 36J گلبرگ III فردوس مارکیٹ لاہور

: 102H گلبرگ III فردوس مارکیٹ لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریذیڈنسی، نزد بلال ہاؤس، کلفٹن، بلاک 2، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034, 021-35292341-42

فیصل آباد : 121A فیصل ٹاؤن ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 0336-4033050, 041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi

Alnoor international

ابتدائیہ

انسان دنیا میں سب سے زیادہ اپنے گھر والوں سے محبت کرتا ہے۔ان کے چہروں پر خوشی کے اثرات دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔وہ دکھی ہوں تو اسے ایک پل چین نہیں آتا۔ان میں سے کوئی بیمار ہو تو آنکھوں سے نیند اڑ جاتی ہے۔وہ دن رات ایک کر دیتا ہے تاکہ اس کے گھر والوں کا مستقبل محفوظ ہو جائے،وہ ہر نقصان سے بچ جائیں،انہیں کوئی تکلیف نہ ہو لیکن انسانوں کا خالق،ان کا مالک پکار دیتا ہے کہ

اگر تمہارے اندر ایمان ہے۔

اگر تمہارا آخرت پر یقین ہے۔

اگر تمہارا رب کی ذات پر یقین ہے۔

تو جان لو کہ تم خطرے میں ہو۔

تمہارے گھر والے خطرے میں ہیں۔

اور وہ خطرہ 'جہنم کی آگ' ہے۔

کون سے گھر خطرے میں ہیں؟

کہیں ہمارا گھر تو اس لسٹ میں شامل نہیں؟

آیئے!اپنا جائزہ لیتے ہیں۔

'گھر والوں کو آگ سے بچاؤ' سورۃ التحریم کی آیات 6 اور 7 کی تفسیر پر مشتمل ہے جس میں استاذہ نگہت ہاشمی صاحبہ نے انسان کو جھنجھوڑنے اور اس کے ضمیر کو جگانے کے

لیے انتہائی مؤثر الفاظ اور جملوں کا استعمال کیا ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

گھروں کی موجودہ صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے استاذہ کی کوششیں قابلِ قدر ہیں۔ آپ بھی اس کوشش میں حصہ دار ہو سکتے ہیں۔ آیئے! اس پیغام کو گھر گھر پہنچانے کے لیے ہماری مدد کیجیے۔

جو خود دیکھیں اسے دوسروں کو بھی دکھائیں۔

جو خود پڑھیں اسے دوسروں کو بھی پڑھائیں۔

جو خود کریں وہ دوسروں سے بھی کروائیں۔

جو افراد یہی لیکچر سننا چاہیں تو اسی نام سے سی ڈی کی صورت میں موجود ہے جس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی مفید آراء کا انتظار رہے گا۔

دعوہ سیکشن

النور انٹرنیشنل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ [6] يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ [7] ﴾ (التحریم)

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جس پر تند مزاج سخت گیر فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے، اور اُنہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔ (6) اے لوگو جنہوں نے کفر کیا! آج معذرت نہ کرو یقیناً تم اُسی کا بدلہ دیے جاؤ گے جو تم عمل کرتے تھے۔ (7)‘‘

اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو!‘‘

جب کبھی اہلِ ایمان کو ان کے ایمان کی وجہ سے پکارا جاتا ہے تو ایک تو ایمان کا کوئی تقاضا پورا کرنا مطلوب ہوتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اہلِ ایمان کو ایمان کی عظمت کا، اس نعمت کا احساس دلانا مطلوب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بچالو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے۔''

انسانوں میں سے منتخب انسان جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خصوصی کرم کیا، جن کے دلوں کو ایمان کی دولت سے مالا مال کیا، اللہ تعالیٰ نے اس دولت کے حوالے سے پکارا ہے:

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔''

آسمانوں سے یہ ندا آرہی ہے۔

یہ پکار ہے۔

﴿ قُوْٓا ﴾ میں دیکھیے:

بچانے کی بات کب کی جاتی ہے؟ ۔۔۔ جب خطرہ لاحق ہو۔ جس وقت انسان کو اپنی موت سامنے نظر آرہی ہو اس وقت کی کیفیت کیسی ہو جاتی ہے؟ میں ان دنوں مسلسل ایک بات سوچتی رہی، ایک چیز ذہن سے ہٹتی ہی نہیں، ابھی کچھ عرصہ پہلے جو طیارہ کریش ہوا اس کے حوالے سے کہ اسے جب آگ لگی ہوگی، سامنے موجود لوگوں کے بال جلتے دیکھے ہوں گے، آگ جب آگے بڑھ رہی ہوگی، کسی کی آنکھیں جل رہی ہوں گی، کسی کا لباس جل رہا ہوگا، آگ کی حدت اور شدت سے چیخیں، فریادیں اور پکار کیسی ہوگی! جان بچانے کے

لیے لوگ کیسے کیسے تڑپے ہوں گے! آہ وزاری کی ہوگی! کس طرح سے سب ایک عجیب کیفیت میں مبتلا ہوں گے؟ کچھ بھی یاد نہ رہا ہوگا کہ میں کیا سامان لے کر آیا تھا، مجھے کیا سنبھالنا ہے۔ اپنے بیگز، والٹس، قیمتی چیزیں سب چھوٹ گئی ہوں گی، کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوگی فقط اپنی جان کے ماسوا۔ جس وقت ایک انسان اپنی موت کو یقینی طور پر سامنے دیکھ لیتا ہے اس کی کیفیت بہت فرق ہو جاتی ہے۔ انسان جب کسی کیفیت سے گزر رہا ہوتا ہے، آنکھوں سے دیکھ رہا ہوتا ہے یقین کی کیفیت مختلف ہوتی ہے۔ جس آگ کے بارے میں ربّ نے بار ہا بتایا، نقشہ باندھا، اس آگ کے بارے میں اتنا یقین انسان کو کیسے مل سکتا ہے کہ وہ اس کے شعلوں کو اپنے اردگرد محسوس کرے، اس کی شدت کو experience کر لے، اس تکلیف، اس دکھ کو آج محسوس کر لے۔

ہمیشہ کسی چیز کے بارے میں انسان کو اعلیٰ ترین یقین تو تب ہی نصیب ہوتا ہے جب انسان ان حالات میں اسے برت رہا ہوتا ہے۔ اس سے کم درجے کا یقین وہ ہوتا ہے جب انسان اس کو دیکھ رہا ہو اور اس سے کم درجے کا یقین یہ ہوتا ہے کہ انسان کو اس کے بارے میں خبر دی جا رہی ہو اور وہ اس خبر پر یقین کر لے۔ یقین کے یہی تین درجات [stages] ہیں:

1۔ علم الیقین

2۔ عین الیقین

3۔ حق الیقین

ایک خبر ہم اخبار میں پڑھتے ہیں تو ہماری کیفیت بدل جاتی ہے۔ اس کیفیت کے بارے میں ہمارے ذہن میں نقشہ بنتا ہے، ہم اس دکھ، اس تکلیف اور اس اذیت کا مزہ اپنی جگہ بیٹھے ہوئے چکھ لیتے ہیں چاہے آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن سوچ ہمیں کہاں پہنچا دیتی ہے کہ ہم اس اذیت کو محسوس کرنے کی پوزیشن میں آ جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

سوچنا اور مسلسل غور وفکر کرنا انسان کو علم الیقین سے اگلے مرتبے تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات نے اگر ہمارے لیے آخرت کے یقین کا یہی درجہ رکھ دیا ہے کہ ہمارے لیے علم کافی ہے تو سچی بات یہ ہے کہ یہی ہمارے لیے حق ہے، یہی کافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''آخرت کے بارے میں جو کچھ میں دیکھتا ہوں، جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو تم رو و بہت زیادہ اور ہنسو بہت کم اور تم اپنے بستروں پر اپنی بیویوں سے لذت لینا چھوڑ دو۔'' [بخاری:6486]

حقیقت یہ ہے کہ انسان کے لیے اس دنیا کی زندگی کو مشکل بنا دینے والی چیز وہ آگ ہے، وہ عذاب ہے۔ آگ ہو یا عذاب ہو، اس کا علم ہونا ضروری ہے۔

علم ہی سے انسان کا تصور پختہ ہوتا ہے۔

علم ہی سے انسان کا تصور ترقی کرتا ہے۔

علم کی وجہ سے ہی انسان یقینی مرتبے تک پہنچتا ہے۔

یہ یقینی علم ہے لیکن اس علم کا یقین انسان کو اس وقت ہوتا ہے، یہ اندر تب اترتا ہے جب وہ بار بار پڑھتا ہے، سنتا ہے، تذکرہ کرتا ہے۔ اس کے واقعات سے، اس کے عذابوں سے انسان کو آہستہ آہستہ یقین نصیب ہوتا ہے۔

پھر اس کے تصور سے ہی

انسان کے رونگٹے کھڑے ہونے لگتے ہیں۔

اس کی نیندیں اُڑنے لگتی ہیں۔

وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگتا ہے۔

وہ دنیا سے فرار کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

پھر اس کا دنیا میں ویسے جی نہیں لگتا۔

اسے دنیا میں رہنا مشکل لگنے لگتا ہے۔

پھر وہ تیاری کرتا ہے۔

پھر وہ اپنا وقت لگاتا ہے۔

پھر وہ اس آگ سے بچاؤ کے لیے ہر قدم اٹھانے کے لیے تیار ہوتا ہے حتیٰ کہ اپنی جان تک نچھاور کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ اتنی بڑی قوت ہے، اتنی بڑی فورس ہے کہ اس کے توسط سے ہی ایک انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے راستے پر اللہ تعالیٰ کی طرف تیزی سے بھاگتا ہے۔ یہی قوت ہے۔ اس کا علم حاصل کرنا، اس پر غور وفکر کرنا، اس کا تذکرہ کرنا ہی ہماری ضرورت ہے کیونکہ

یہی چیز زندگی میں فیصلے کروانے والی ہے۔

یہی چیز انسان سے لذتوں کو چھڑوا دینے والی ہے۔

یہی فکر انسان سے اس کی محبوب ترین چیزیں چھڑوا دینے والی ہے۔

یہی فکر ہے جس کی وجہ سے انسان اپنی ضروریات کو بالائے طاق رکھتا ہے۔

ایک اسی آگ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے رہے تو

ہجرتیں ہوتی ہیں۔

جہاد ہوتا ہے۔

انسان کو دنیا کی بڑی سے بڑی اذیت بھی چھوٹی اور ہلکی محسوس ہوتی ہے۔

اس محبت کرنے والے ربّ نے یہ کہا:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بچالو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے۔''

اخبار کی خبر پر یقین آتا ہے، حق بات پر یقین کیوں نہیں آتا؟ وحی کی بات یقینی ہے، کبھی بدلنے والی نہیں ہے، وحی کی بات حق ہے۔ جو ربّ نے بتایا، مسلسل بتایا، اپنے ہر پیغمبر کے ذریعے سے انسانوں کو یاد کروایا، وہ حق ہے۔ یہ سب کچھ ہو جانے والا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾

''بچالو اپنے آپ کو۔''

انسان آگ میں گھرا ہوا ہو تو اپنے آپ کو کیسے بچاتا ہے؟ فیصل آباد میں ایک انتہائی اہم فیملی ہے جن کے گھر کو اس برے انداز سے آگ لگی جیسے انسان تصور بھی نہیں کرتا، گمان بھی نہیں کرتا۔ جب میں ان کے گھر میں آگ لگنے کے بعد پتہ کرنے کے لیے گئی تو یہ دوسرا دن تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ ہوا کیا تھا؟ کہتی ہیں میری نوکرانی میرے کمرے کے باہر کپڑے استری کر رہی تھی، رات کے گیارہ بج گئے۔ وہ ہمیشہ استری بند کر کے جاتی ہے لیکن اس روز بھول گئی۔ رات کے 2 بج رہے تھے۔ کہتی ہیں کہ میرے لیے رات کو اٹھنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن ہوا یوں کہ ایک دم جیسے کسی چیز کے چٹخنے اور ٹوٹنے کی سی آواز سے میری آنکھ جب کھلی تو میں نے دیکھا کھڑکی کے پاس شعلے ہیں۔ میرا چھوٹا بیٹا کھڑکی کے قریب ہی سو رہا تھا، میں نے کھینچ کر اس کو اٹھایا۔ کہتی ہیں شاید لمحے کا بھی کون سا حصہ ہوگا کہ میں نے قوت لگا کے اپنے شوہر سے کہا اٹھ جاؤ اور ساتھ والے کمرے سے

دونوں بچوں کو اٹھالو۔ بیٹے کو لے کر میرے کمرے سے باہر نکلنے تک میرے شوہر دوسرے کمرے سے باقی بچوں کو لے کر نکل چکے تھے۔ ہم لابی سے باہر کی طرف بھاگے، شاید بمشکل ایک منٹ لگا ہوگا، جب ساتھ والے کمرے سے باہر نکل رہے تھے تو تھرموپول کی چھت اوپر آن گری۔ میرے شوہر بچوں کے اوپر جھکے ہوئے تھے تو ان کی شرٹ جل گئی اور کمر جھلس گئی۔ ہمیں کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی، زیورات، مال، گھر میں اور کافی قیمتی اشیاء پڑی تھیں لیکن کوئی چیز ایسی نہیں تھی جس کی ہمیں پرواہ ہو، فقط اپنی جان اور اپنے بچوں کی پرواہ تھی کہ کسی طرح بچ جائیں۔

میں جب ان کے پاس گئی تو انہیں کسی چیز کا دکھ کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ کہہ رہی ہوں کہ فلاں فلاں چیزیں ضائع ہوگئیں، بس ایک ہی بات کہ شکر ہے، اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے کہ اس نے میری اور میرے بچوں کی جان بچالی۔ پھر کہنے لگیں کہ مہربانی فرما کر آپ میرے شوہر سے تھوڑی دِلاسے والی بات ضرور کر کے جائیں اور ایک دفعہ دیکھیں ضرور کہ ایک منٹ کے اندر آگ کیا حالت کر دیتی ہے؟ ان کے شوہر کو دیکھا تو ان کا چہرہ کافی زیادہ پھولا ہوا تھا یعنی عام حالات سے بہت زیادہ سوج چکا تھا۔ ان کے چہرے پر آگ نے براہِ راست اثر نہیں کیا تھا، ارد گرد آگ کے شعلے تھے جن کی وجہ سے جیسے بعض اوقات بھاپ لگنے سے ہاتھ یا کوئی چیز متاثر ہو جاتی ہے تو کتنی جلن اور تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح چہرہ بہت زیادہ پھول چکا تھا اور جسم بھی کافی متاثر تھا۔ میں نے ان سے یہی کہا کہ دنیا کی آگ آخرت کی آگ کے مقابلے میں بہت ہلکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آج آپ کا گھر آپ کے سامنے رکھ کر آپ کو نصیحت کی ہے کہ ان میں سے کوئی چیز کام آنے والی نہیں ہے۔ جیسے آج اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو آگ سے بچایا ہے، ایسے ہی اس بڑی آگ سے بچنے کی تیاری کر لیں۔

میں نے دیکھا کہ یہ بات جتنی اس روز اس فیملی کے لوگوں کو سمجھ آئی تھی ایسے اور لوگوں کو سمجھ نہیں آتی اس لیے کہ انہوں نے تجربہ کر لیا تھا۔ اس آگ کی حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اس کو اپنے سامنے اس طرح دیکھنے لگتا ہے، پھر اسے کسی چیز سے ویسی دلچسپی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں، ہمارے بچوں کو اور نسلِ انسانی کو اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ ہمارے دل اور ذہن کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے۔ وہ تو ستر (70) ماؤں سے بڑھ کر محبت کرنے والا ہے۔ اس رب نے جو بے پناہ محبت کرنے والا ہے فرمایا:

﴿ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾

"اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"

اپنے آپ کو بچا لو کہ خطرے میں ہو۔ آگ کی لپٹیں تمہیں گھیرے میں لے چکی ہیں۔ تم جل جاؤ گے، کچھ نہیں رہے گا۔ ہمیشہ کا عذاب، دکھ اور تکلیف ہے۔ وہ ایسی آگ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴾ [الاعلیٰ:13]

"پھر وہ نہ اس میں مرے گا نہ جیے گا۔"

جہاں انسان موت کو پکارے لیکن موت نہ آئے۔ موت انسان کے لیے کبھی بھی خوش آئند نہیں رہی۔ انسان موت کو کبھی اچھا خیال نہیں کرتا لیکن جہنم والے پکاریں گے کہ یا اللہ! موت دے دے اور موت کسی طرف سے نہیں آئے گی۔

زندگی اس لیے نہیں ہوگی کہ آگ جلائے گی بلکہ شدت کی تکلیف اور ایسا عذاب ہوگا جو انسان کو کوئی چیز یاد نہ آنے دے۔ آپ دیکھیے جسم کے تھوڑے سے حصے پر آگ چھو جاتی ہے یا کوئی اُبلتی ہوئی چیز اوپر گر جاتی ہے تو انسان کی کیا کیفیت ہو جاتی ہے؟ اسے چین نہیں

آتا، کپڑا الگ جائے تب تکلیف، ہاتھ کھلا رکھیں یا وہ جگہ جس پر آگ نے چھوا ہو کھلا رکھیں، تب اور طرح کی تکلیف، ڈھانپ دیں تب اور طرح کی تکلیف، کوئی چیز اوپر لگا لیں تب بھی تکلیف، نہ لگائیں تب بھی تکلیف۔ دنیا میں انسان جلے ہوئے کا علاج کرتا ہے لیکن وہاں کوئی علاج نہیں ہوگا، پھر ایسی جلن، ایسا دکھ۔ اوپر کی جلد تو ویسے بھی زیادہ تکلیف اور دکھ محسوس کرتی ہے۔ اگر پوری جلد ہی جل جائے اور انسان کا چہرہ بھُنی ہوئی سری میں بدل جائے۔ انسان کو بھوک لگتی ہے، وہ کھانے کی ضرورت محسوس کرتا ہے لیکن کھانے کو ملیں زقوم ایسے کانٹے کہ حلق میں جگہ جگہ چبھ کے رہ جائیں، ایسی جلن کرنے والے کہ نہ منہ کو چین آئے نہ آنتوں کو چین آئے۔ پینے کو کھولتا ہوا پانی، کچ لہو اور پیپ ملے، کیا تصور کر سکتا ہے انسان اپنی زندگی میں!

اللہ تعالیٰ کی بات حق ہے، سچ ہے، پھر کون سی چیز بھلاوے میں ڈالتی ہے؟ انسان کہتا ہے: آج گزر جائے کل کوشش کروں گا، وہ کل پھر آج میں بدل جاتا ہے اور پھر وہ کہتا ہے کہ کل کروں گا اور انسان نہیں جانتا کہ 'کل' سے پہلے ہی اسے دنیا چھوڑ کے جانا ہے۔ کیا واقعی اسے 'کل' مل جائے گا۔ پودا چھوٹا ہوتا ہے تو اس کو اُکھاڑنا نسبتاً آسان ہوتا ہے لیکن جوں جوں دن بیتتے چلے جاتے ہیں انسان کے لیے اسے اُکھاڑنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی انسان کی غلطیاں، بُرائیاں اور خرابیاں بھی دن بدن تناور درخت کی شکل اختیار کر جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خطرے میں ہو لہٰذا

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَـٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ [6]﴾

''بچالو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، جس پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے، جو کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے بجا لاتے ہیں۔''

اہلِ ایمان کو توجہ دلائی گئی ہے کہ دیکھو تمہیں اپنی جان بہت عزیز ہے تو پھر اسے بچانے کے لیے انتظام کیوں نہیں کرتے؟

انسان دنیا میں گھر کیوں بناتا ہے؟ اس جان کی حفاظت کے لیے لباس کیوں پہنتا ہے؟ وہ سرد و گرم سے حفاظت چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو بچالے۔

انسان کے پاس مال ہو تو کھلا کیوں نہیں رکھنا چاہتا؟ چوروں سے، لوٹ لینے والوں سے بچانے کے لیے انسان اس کو لاکرز میں رکھتا ہے۔ وہ مال بچانا چاہتا ہے۔ جو بھی قیمتی چیز ہو، زیورات ہوں یا اسی طرح سے کوئی قیمتی کاغذات ہوں انسان ان کو کھلا نہیں رکھنا چاہتا۔ آپ اپنی جائیداد کے کاغذات کبھی ردی یا اخبار کے ساتھ نہیں رکھتے کہ کہیں یہ ضائع نہ ہو جائیں۔

آپ اپنی مشینری کو اس طرح سے استعمال کرنا چاہتے ہیں جس طرح سے ہدایات دی جاتی ہے کہ کہیں ضائع نہ ہو جائیں۔

ایک ایک چیز کے بارے میں محتاط انسان اپنی زندگی کو ضائع کرتا چلا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

کیا ہو گیا ہے؟

کیوں ضائع کرتے ہو؟

اپنا وقت، اپنا مال، اپنی صلاحیتیں اور اپنی قوتیں۔
ہر چیز کیوں ضائع کر رہے ہو؟

﴿ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ﴾
''بچالو اپنے آپ کو۔''

کیا بچانا ہے؟۔۔۔وقت
کیونکہ اگر اسے نہ بچایا تو وقت کو آگ لگ جائے گی۔

مال اگر آخرت کے لیے نہ بچایا تو اسے بھی آگ لگ جائے گی، مال ہم سے چلا جائے گا، ہمارے کام کا نہیں رہے گا۔

صلاحیت بچانی ہے کہ اگر یہ صرف دنیا کے لیے استعمال ہوتی رہی تو اسے بھی آگ لگ جائے گی، یہ ضائع ہو جائے گی۔ اپنی آخرت کے لیےآج اپنی صلاحیتوں کو بچانا ہے، اپنی قوتوں کو بچانا ہے۔ ساری قوتیں اگر دنیا کے حصول کے لیے لگ گئیں تو ساری ہی ضائع ہو جائیں گی، ان قوتوں کو بچانا ہے اور یوں بچا کر اپنے آپ کو آگ سے بچانا ہے۔

جس گھر میں آگ لگی ہو اس میں انسان کو تفریحات اور فضول سرگرمیوں کی نہیں سوجھتی، نہ گپ شپ کی سوجھتی ہے۔ وہاں تو انسان چاہتا ہے کہ کسی بھی طرح اپنے آپ کو بچا لے حتیٰ کہ جہاں آگ لگ جائے، وہاں انسان کو قیمتی اشیاء کی بھی فکر نہیں رہتی۔ انسان چاہتا ہے کہ جو کچھ بھی جاتا ہے چلا جائے، کسی طرح سے میں بچ جاؤں۔ یہی ہمارا رب چاہتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو بچا لیں۔ انسان کی زندگی کی جو قیمتی ترین متاع ہے وہ اس کی اپنی جان ہے اور اس کی اولاد، اس کے والدین اور اس کے گھر والے۔

گھر میں کون ہوتا ہے؟۔۔۔شوہر اور بیوی، ماں باپ، بچے اور بہن بھائی۔ جو بھی

کسی کا درجہ ہے، کوئی بیوی ہے، بہن ہے، بیٹی ہے، ماں ہے، جس طرز پر جن لوگوں کے درمیان بھی رہتی ہے۔ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ[6]﴾

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، جس پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔“

جہاں بھی ہو اس کی شناخت مسلمان ہونا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کو پکار دی ہے کہ

اگر تمہارے اندر ایمان ہے۔

اگر تمہارا آخرت پر یقین ہے۔

اگر تمہارا رب کی ذات پر یقین ہے۔

تو جان لو کہ تم خطرے میں ہو۔

فرمایا:

﴿قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

”بچالو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے۔“

یہ آگ تمہیں چاٹ لے گی، تمہاری آنکھیں موند دے گی، ان آنکھوں کی چربی پگھل جائے گی، یہ کان ایسے نہیں رہیں گے، یہ دماغ پگھل جائے گا، اس دل کو آگ لگ جائے گی، اپنے آپ کو بچالو اپنے گھر والوں کو بھی بچالو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس آگ کے بارے میں بتایا ہے کہ اس میں کون کون جائے گا؟

﴿وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾

''جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔''

دنیا کی آگ کیسے جلتی ہے؟ لکڑیاں جلتی ہیں، گیس جلتی ہے، پٹرول جلتا ہے، دنیا میں کچھ اور چیزیں بھی ہیں جو جلتی ہیں اور ان کے جلنے سے ہم آگ کو اپنے استعمال کا بناتے ہیں۔ آخرت میں جو آگ اللہ تعالیٰ نے سُلگا رکھی ہے، نہ وہ کھانا بنانے کے لیے ہے، نہ لوہا پگھلانے کے لیے اور نہ ہی سونا یا دھات کے پگھلانے کے لیے ہے، وہ آگ تو انسانوں کو جلانے کے لیے ہے۔

اس آگ کا ایندھن کون لوگ ہوں گے؟۔۔۔۔ جنہوں نے اپنے آپ کو ضائع کرلیا ہوگا۔ ضائع شدہ چیزیں آگ ہی میں ڈالی جاتی ہیں اور آگ انہیں بالکل ضائع کردیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو آگ کا ایندھن بننے سے بچالو۔ اپنے گھر والوں، اپنے بچوں، اپنے بہن بھائیوں، اپنے والدین اور اپنے رشتہ داروں کو آگ سے بچا لو۔

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بچالو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے۔''

اے لوگو! تمہارے اندر ایمان کا نور ہے! روشنی ہے، دیکھو! تمہیں یہ آگ دِکھائی دے گی، تم اسے محسوس کرو گے۔

وہ آگ کیسی ہے؟ ہر آگ کو جلانے کے لیے کچھ منتظمین ہوتے ہیں، انتظام کرنے والے۔ مثال کے طور پر جو آگ گھروں میں جلائی جاتی ہے وہ گیس ہے جو جلتی ہے۔ اس کا جب کنکشن لیا جاتا ہے تو وہیں سے وہ ریگولیٹ ہوتی ہے۔ اتنی ہی مقدار کے لیے آتی ہے جتنی گھریلو استعمال کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں کہیں بھی آپ اسے استعمال کرنا چاہتے ہوں تو اس کے لیے ریگولیٹرز ہیں جن سے تعین ہو جاتا ہے کہ اس آگ نے یہاں تک ہی جلنا ہے اس سے آگے نہیں جانا۔ پھر اس کو manage کرنے والے انسان ہوتے ہیں جو خطرے کے وقت اس آگ کو کنٹرول کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔

اسی طرح سے اگر ہم دیکھیں کہ جہاں پر زیادہ بڑے پیمانے پر آگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ آپ نے اسٹیل ملز کی ڈاکومینٹری دیکھی ہوئی ہو، آپ نے اس آگ کو دیکھا ہو جس میں لوہا پگھلتا ہے۔ کتنے وسیع پیمانے پر آگ بھڑکائی جاتی ہے! وہاں خواہش ہی یہ ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ پیمانے پر آگ بھڑکائی جائے اور انتظام کرنے والے کون ہوتے ہیں؟۔۔۔ جن کے ہاتھ میں ایک محدود ایندھن ہوتا ہے جس سے وہ آگ بھڑکا سکتے ہیں، اس سے زائد نہیں اور اس سے کم بھی نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو ہم نے جو آگ بھڑکائی ہے وہ کیسی ہے اور اس کو بھڑکانے والے کیسے ہیں! فرمایا:

﴿عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ [6]﴾

''اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو تندخو اور سخت گیر ہیں، جو کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔''

فرشتوں کی جو خصوصیات بتائی گئی ہیں: ایک تو یہ کہ تندخو ہیں، سخت گیر ہیں اور تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے، کسی پر بھی انہیں رحم نہیں آتا، کسی کی نہیں سنتے۔ جو رب حکم دے دیتا ہے اسے بجالاتے ہیں، حکم کو ٹالتے نہیں ہیں تو یہ کیسی آگ ہے جس کو بھڑکانے والے کسی سے متاثر نہیں ہوتے۔ جس آگ کا انتظام کرنے والے ایسے سخت گیر ہیں کہ جو حکم مل جائے اندھا دھند اس کو پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو! یہ ہیں اس آگ کے انتظامات اور وہ آگ ایسی ہے کہ اس سے بچ نہیں پاؤ گے۔

تب کوئی معذرت فائدہ نہیں دے گی۔

کسی کا چیخنا چلانا کسی کو متاثر نہیں کرے گا۔

اس آگ میں کیا ہوگا؟ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ﴾ [سورہ الملک: 7]

''جب وہ اُس میں ڈالے جائیں گے، وہ اُس کے لیے گدھے کے زور سے چیخنے کی سی آوازیں سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔''

شہیق کا لفظ گدھے کے لیے بولا جاتا ہے۔ انسان خوف کے مارے دہشت، دکھ اور مصیبت کی وجہ سے اس طرح دھاڑیں گے کہ ان کے اندر سے گدھے جیسی آوازیں نکلیں گی۔

﴿تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ﴾ [سورہ الملک: 8]

''قریب ہوگی کہ وہ غصے سے پھٹ جائے۔ جب کبھی کوئی گروہ اُس

میں ڈالا جائے گا تو اُس کے نگران اُس سے پوچھیں گے: ''کیا
تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؟''

نادانو!

غافلو!

تم نے فکر ہی نہ کی تھی۔

تم کہاں آن پہنچے؟

کیا تمہارے پاس کوئی بھی نہیں آیا تھا جس نے تمہیں بتایا ہوتا تمہیں روشناس کرایا ہوتا؟

﴿قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَ نَا نَذِيْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ
شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ﴾ [سورہ الملک:9]

''وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں؟ ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تو ہم
نے جھٹلا دیا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم
ایک بڑی گمراہی میں ہو۔''

﴿وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ
السَّعِيْرِ﴾ (سورہ الملک:10)

''اور وہ کہیں گے: ''اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو آج ہم بھڑکتی ہوئی
آگ والوں میں نہ ہوتے۔''

کاش ہم سنتے!

کاش ہم سمجھتے!

اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو بچانے کے لیے آج ضرورت ہے، کل کی حسرت، ندامت اور پچھتاوا کام نہیں آئے گا۔

آج ضرورت ہے کہ ہم سنیں اور سمجھیں۔کل جہنم میں یہ پچھتاوا کام نہیں آئے گا کہ

کاش ہم نے اپنی عقل سے کام لیا ہوتا!

کاش ہم نے اللہ تعالیٰ کے کلام کی طرف توجہ کی ہوتی!

تو آج ہم بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے۔

﴿فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾

[سورہ الملک:11]

''سو وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے،سو دوری ہے بھڑکتی ہوئی آگ والوں کے لیے۔''

کل کا اعتراف کام نہیں آئے گا،آج ضرورت ہے اس امر کی کہ

ہم اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں۔

اپنی غلطیوں کے بارے میں سنجیدہ ہو جائیں۔

اپنے گھر والوں کے بارے میں سنجیدہ ہو جائیں۔

اس لیے کہ وہ آگ حق ہے،وہ سب کچھ پیش آنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ نے آج فکر نہ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے۔

آج جو لوگ غافل ہیں۔

جو خود نہیں سنتے۔

جو اپنے گھر والوں کو سنانا نہیں چاہتے۔

جو خود نہیں سمجھتے۔

جو اپنے گھر والوں کو سمجھانا نہیں چاہتے۔

دراصل انہیں بچانا نہیں چاہتے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ﴾

''عنقریب میں اسے دوزخ میں جھونک دوں گا۔''

﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ﴾

''اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دوزخ؟''

﴿لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ﴾

''نہ باقی رکھے نہ چھوڑے۔''

﴿لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ﴾

''کھال جھلس دینے والی۔''

﴿عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ﴾

''اُنیس کارکن اس پر مقرر ہیں۔''

﴿وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۠ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ﴾ [المدثر: 26-31]

''ہم نے دوزخ کے یہ کارکن فرشتے بنائے ہیں اور ان کی تعداد کو کافروں کے لیے فتنہ بنا دیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس مستقبل کے بارے میں جو معلومات ہمیں دی ہیں ان سے یہ بات ہمیں پتہ چلتی ہے کہ وہاں جا کر کوئی بچے گا نہیں، وہاں پر پوچھ گچھ ہوگی۔

تمھیں کیا ہوا؟

تم کیوں غافل رہے؟

کیوں نادان بنے رہے؟

کیا تمہارے پاس کوئی نہیں آیا تھا جس نے تمہیں بتایا ہو کہ اپنے
کاموں کے عوض تم کہاں پہنچنے والے ہو؟

لیکن دوزخ کے داروغہ، کارکن فرشتے انسانوں کی نہیں سنیں گے کیونکہ وہ رب کی سننے والے ہیں، رب کی مانتے ہیں اور رب کے حکم سے کبھی سرتابی نہیں کرتے۔

اہلِ جہنم ایک دوسرے سے سوال کریں گے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ﴾

''تمہیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کیا؟''

﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ﴾

وہ کہیں گے: ''ہم نماز ادا کرنے والوں میں سے نہ تھے۔''

﴿وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ﴾

''اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔''

﴿وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ﴾

''اور ہم فضول بحث کرنے والوں کے ساتھ فضول بحث کرتے تھے۔''

﴿وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ه حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ﴾

''اور ہم جزا کے دن کو جھٹلاتے تھے۔ حتیٰ کہ ہم پر موت آ گئی۔''

﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ﴾

''چنانچہ سفارش کرنے والوں کی سفارش اُن کو کوئی نفع نہ دے گی۔''

جب یہ پتہ ہے کہ کون سے کام جہنم میں لے جانے والے ہیں اور کون سے رویے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں لے جانے والے ہیں۔ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ﴾

''تو انہیں کیا ہے کہ وہ نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں؟''

﴿كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۙ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ﴾

''گویا کہ وہ بدکنے والے جنگلی گدھے ہیں۔ جو شیر سے بھاگے ہیں۔''

اپنی سوسائٹی کو دیکھیں، اپنے گھروں میں دیکھیں تو کیا ہر طرف ایسا ہی رویہ نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لوگ بھاگتے ہیں جیسے جنگلی گدھے شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً﴾

''بلکہ اُن میں سے ہر آدمی چاہتا ہے کہ اُسے کھلے ہوئے صحیفے دیے جائیں۔''

﴿كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ﴾

''ہرگز نہیں! بلکہ یہ آخرت کا خوف نہیں رکھتے۔''

﴿كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ﴾

''ہرگز نہیں! بلاشبہ یہ تو ایک نصیحت ہے۔''

﴿فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۭ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾

[المدثر: 56-55]

''تو جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ اور وہ نصیحت حاصل نہیں کریں گے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے، وہی اس کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی اس اہل ہے کہ بخش دے۔''

اللہ تعالیٰ نے وہ کام بتائے ہیں جن کی وجہ سے انسان بھڑکتی ہوئی آگ کا سزاوار بنتا

ہے۔

1۔نماز ترک کرنا۔

2۔مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینا۔یعنی خدمتِ خلق کے کام نہ کرنا، انسانی ہمدردی نہ رکھنا۔

3۔گپ شپ لگانا، آخرت کا مذاق اڑانا۔

ہمارے گھروں میں کیا ہوتا ہے؟

کتنے لوگ نماز پڑھنے والے ہیں؟

کتنا اہتمام کرتے ہیں نماز کے لیے؟

کتنا اہتمام ہوتا ہے مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لیے؟

محروم افراد کی خدمت کے لیے؟

اور

کتنا گپ شپ کا انتظام کیا جاتا ہے؟

یہ دیکھنے کی باتیں ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کی جو عام صفات بتائی ہیں ان میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیتے تھے۔گھروں کے اندر جیسے نمازوں کی پابندی نہیں ہوتی، اذان ہو تو پرواہ نہیں ہوتی، ہر ایک مصروف ہے اپنے کاموں میں۔

کوئی دنیا کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

کوئی تفریحی پروگرام دیکھ رہا ہے۔

کوئی ٹیلیفون پر لمبی لمبی باتیں کر رہا ہے۔

کوئی نیٹ چیٹنگ کر رہا ہے۔

کوئی گپ شپ میں مصروف ہے اور کوئی دیگر کاموں میں مصروف۔

یہ سب کیا ہے؟

کیا آخرت کی تیاری ہے؟

ایسا نہیں ہے۔

پھر ہم کن کاموں میں گم ہیں؟ کیا نقشہ ہے ہمارے گھروں کا؟ جب رب کا حکم ہے کہ گھر والوں کو بچانا ہے تو حکم کی تعمیل کرنی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ لیکن تعمیل کے لیے یہ ضرورت ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ گھروں کا نقشہ کیا ہے اور اپنے گھروں کو بچانے کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اس لیے کہ اس کو ڈسکس کیے بغیر گھر والوں کے لیے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا جا سکتا۔

ایک انسان آگے بڑھ کر منصوبہ بناتا ہے، پہلے زندگی کا جائزہ لیتا ہے کہ اس وقت کی ضرورت کیا ہے؟ موجودہ کیفیت کیا ہے؟ کسی کام کو کرنے کے لیے کون سے ذرائع ہمارے لیے معاون و مددگار ہو سکتے ہیں؟ اس کے لیے طریقۂ کار طے کیا جاتا ہے، پھر دو دفعہ عزم، پلاننگ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی کہ یہ کام کرنا ہے اور تاحیات کرنا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

لہٰذا پہلے جو کرنے کے کام ہیں ان کو دیکھیں گے۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے گھر کی موجودہ صورتحال کیا ہے؟ اور اس وقت کوششیں کتنی ہیں؟ اور اس کے بعد آئندہ کے لیے یہ دیکھنا ہے کہ اب کیا کیا اور کیسے مزید کوششیں ہو سکتی ہیں؟ گھر والوں کی کیا پوزیشن ہے؟ ان کے بارے میں کتنی فکر ہے؟ پہلے کتنی فکر کی اور اب کتنی ضرورت محسوس کر رہے ہیں؟

طالبہ 1: آج تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ وہ دنیا کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس آخرت میں اپنے آپ کو بچانے کے لیے کوئی عمل نہیں ہے۔ گھر میں ویسے تو امی نے ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ قرآنِ مجید پڑھا ہوا ہے، فیملی میں ظاہری عبادات ہوتی رہتی ہیں لیکن اخلاقیات کی بہت زیادہ کمی ہے

اور آپس کے تعلقات اور صلہ رحمی میں تو بہت کمزور ہیں۔

طالبہ 2: میری امی تو دین کی سائڈ پر بھی نہیں ہیں اور انہوں نے قرآن بھی نہیں پڑھا ہوا لیکن ابو الحمدللہ کافی اس چیز کے پابند ہیں وہ اس سائڈ پہ بہت زیادہ ہیں۔

استاذۃ: گھر والے نماز پڑھتے ہیں؟

طالبہ: بہنیں پڑھتی ہیں بھائی نہیں پڑھتے۔

استاذۃ: گھر والوں کی فکر لاحق ہے؟

طالبہ: بہت فکر ہوتی ہے۔

طالبہ 3: میرے بھائی نماز نہیں پڑھتے اور ان کی مائنڈ سیٹنگ یہ ہے کہ کسی نے کہہ دیا تو کر لیا خود سے کسی چیز کا شعور نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ڈیمانڈ کیا ہے؟ قرآن کی اصل اہمیت کا احساس نہیں ہے۔ میری بہن نے تو نماز شروع کر دی ہے لیکن بھائیوں کو میں کیسے سمجھاؤں؟ اور ابو نماز تو پڑھتے ہیں لیکن دین کی اصل روح کا ان کو علم نہیں ہے۔ نماز کو بھی بہت زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی، اس چیز کا ان کو بھی کوئی شعور نہیں ہے، اس لیے بہت زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اگر اس وقت اس دنیا سے چلے گئے تو خالی ہاتھ۔

طالبہ 4: میرے گھر والے بالکل نماز نہیں پڑھتے اور نہ ہی ان کا دین کی طرف رجحان ہے لیکن مجھے اس خوف سے دین کی طرف نہیں آنے دیتے کہ کہیں میں مکمل اس کی طرف نہ ہو جاؤں۔ کئی بار ایسا بھی ہوا ہے کہ مجھ سے بحث بھی کرتے ہیں، نماز پڑھنے کا کہتی ہوں تو نماز نہیں پڑھتے۔ اگر مجھے پردہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ اگر تم پردہ کرو گی تو تمہارے رشتے کیسے آئیں

گے؟ مجھے لگ رہا ہے کہ یہ ساری آیات میرے گھر پر زیادہ فٹ آ رہی ہیں، نماز پڑھتے ہیں مگر تڑپ اور شوق سے نہیں۔ پہلے تو مجھ میں بھی یہ شعور نہیں تھا مگر اب الحمدللہ ایسا نہیں ہے۔ گھر والوں کو اخلاقیات کے حوالے سے اور خاص طور سے صلہ رحمی کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

طالبہ 5: الحمدللہ والدین تو کافی دین کی طرف ہیں لیکن بہن بھائیوں کے حوالے سے بہت زیادہ محسوس ہوتا ہے، قربانی جہاں بھی دینا پڑے انہیں بہت مشکل محسوس ہوتا ہے۔ ابو تو تھوڑا بہت راضی ہو جاتے ہیں مگر بھائی وغیرہ نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ قربان کرنے کی بات آئے تو کہتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا۔

طالبہ 6: میرے گھر والے تقریباً سب ہی قرآن کو جانتے ہیں، ان سے کچھ کہا جائے تو بلکہ ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ بات یوں ہے لیکن جب ان سے کہا جائے کہ عملاً اس طرف آؤ یا ایسا کرو تو کہتے ہیں ابھی نہیں، ابھی تو بڑی زندگی پڑی ہے۔ اسی طرح سے اگر داڑھی کا بھی کہا جائے تو انہیں سب کچھ پتہ ہے حدیث بھی آگے سے سناتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ ابھی ہم جوانی کی زندگی تو گزار لیں۔

طالبہ 7: باقی سارے گھر والے نماز پڑھتے ہیں الحمدللہ لیکن بھائی نہیں پڑھتے، اگر انہیں کہا جائے تو کہتے ہیں کہ تم کر لو یہ بہت ہے۔ دل کرتا ہے تو کبھی ساری نمازیں پڑھ لیتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھنی تو ایک بھی نہیں۔ میرا ایک بھائی ہے جس سے میں بہت پیار کرتی ہوں بہت ہی زیادہ لیکن میں اسے سمجھا نہیں سکتی اور نہ ابو وغیرہ کو۔ یہ تو میں نے کبھی دیکھا ہی نہیں اپنے گھر میں کہ ابو یا بھائی یا خاندان کا کوئی بھی فرد قرآن پڑھتا ہو۔ بہنیں قرآن پڑھتی ہیں لیکن اس کے ساتھ بھی ان کا تعلق ویسا

نہیں ہے جیسے ہونا چاہیے۔

طالبہ 8: میرے والدین کچھ عرصہ سے باقاعدگی سے نماز پڑھ رہے ہیں لیکن ان کا نقطۂ نظر مختلف ہے۔ عمل کے اعتبار جیسے ابو کہتے ہیں ویسا امی کر لیتی ہیں۔ میرے ابو حدیث پر تو بالکل یقین نہیں کرتے، اس لیے میری بات بالکل بھی نہیں سنتے۔ قرآن پڑھ کر سنانا چاہوں تب بھی نہیں سنتے اور کہتے ہیں کہ یہ ترجمہ بالکل مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کو نہیں پتہ ابھی آپ بچے ہو، چھوٹے ہو۔ وہ نماز تو پڑھ لیتے ہیں لیکن اخلاقیات وغیرہ ایک سائیڈ پر ہیں۔ بھائی امی ابو کے ساتھ بات کرتا ہے تو لگتا ہے کہ جیسے کسی چھوٹے فرد سے بات کر رہا ہو۔

طالبہ 9: امی اور ابو تو باقاعدگی سے نماز پڑھتے ہیں اور ابو نے تفسیر بھی پڑھی ہوئی ہے لیکن خاندان میں کچھ ایسے مسائل ہیں کہ ابو بہت پریشان ہوتے ہیں۔ رمضان میں تو سب باقاعدگی سے نمازیں پڑھتے ہیں اور بہنیں تو اب بھی پڑھتی ہیں لیکن بھائی بالکل پرے ہٹ گئے ہیں۔ جب کوئی پریشانی آتی ہے تو فوراً نماز کی طرف رخ کرتے ہیں اور اب سب کی نظریں میرے اوپر ہیں کہ بہت زیادہ Conservative اور Rigid نہ ہو جانا۔ بس یہ فکر تھی کہ کوئی آئے اور ہاتھ پکڑ کر سیدھے راستے کی طرف لے جائے اور اب جیسے میں قرآن پڑھ رہی ہوں تو سمجھ آ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ طریقہ بتایا ہے۔ اب میں گھر جا کر یہ بتاؤں گی۔

طالبہ 10: ابو کی یہ صورتِ حال ہے کہ نماز پڑھ لیتے ہیں میری بات سن بھی لیتے ہیں لیکن ان کے دماغ میں وہی بزنس چلتا رہتا ہے۔ پھر میں پوچھتی ہوں کہ میں نے کیا بتایا ہے تو کہتے ہیں کہ میں کچھ اور سوچ رہا تھا۔ میں جب یہ آیت پڑھتی ہوں کہ مال اور

اولاد تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے تو بہت زیادہ احساس ہوتا ہے کہ ساری محنت اولاد کے لیے کر رہے ہیں۔لوگ ظاہری عبادات جیسے نماز وغیرہ کر لیتے ہیں لیکن مجھے تو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ میرے والدین کے پاس تو ظاہری عبادات بھی نہیں ہیں، نماز بھی نہیں پڑھتے، کبھی ایک آدھ پڑھ لی۔اب یہ احساس ہو رہا ہے کہ انہیں قرآن پڑھانا چاہیے۔

طالبہ 11: میرے گھر میں تو کوئی بھی نماز کے حوالے سے میرے اور امی کے علاوہ پابند نہیں، سب کے دن کا آغاز دنیا کی پلاننگز سے ہوتا ہے۔گھر میں جو مسائل ہیں وہ خود ہی بیٹھ کر حل کرتے رہتے ہیں۔

استاذہ: اسی سے بات آگے بڑھانا چاہوں گی کہ گھر والوں کے لیے کیا کچھ ہو سکتا ہے کہ رب نے حکم دیا ہے کہ

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچالو۔''

آپ لوگوں میں سے جو لوگ یہ تجربہ کر چکے ہیں اپنے گھر والوں کو تعلیم یافتہ کرنے کا، نصیحت کرنے کا اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا اور نتیجہ بھی آرہا ہے، وہ اپنے تجربات شیئر کریں، پھر ہم کوئی نتیجہ نکالیں گے کہ کیا کیا طریقۂ کار اختیار کر سکتے ہیں اپنے اپنے گھر والوں کو بچانے کے لیے، ایک ہی طریقہ سب کے لیے یکساں طور پر مفید نہیں ہوتا۔کوئی کسی مقام پر کھڑا ہے تو کوئی کسی مقام پر، کوئی بچہ ہے تو کوئی بوڑھا ہے اور کوئی جوان ہے، کوئی مصروف ہے اپنے بزنس میں اور جاب میں، کوئی روزانہ وقت دے سکتا ہے تو کوئی ہفتہ وار

لیکن ابھی تک مکمل طور پر قرآن میں دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ کسی کو نماز یاد کرانے کی ضرورت ہے اور کسی کو دعاؤں کے ذریعے ترغیب دلائی جا سکتی ہے، کسی کے لیے کوئی اور طریقۂ کار مؤثر ہو سکتا ہے تو باری باری ہم دیکھتے ہیں۔ جو لوگ اپنے گھر میں تجربہ کر چکے ہیں وہ بتائیں گے:

طالبہ: میرے دو بیٹے ہیں الحمدللہ اور میں جو کچھ پڑھ کر جاتی ہوں وہ ان کو ضرور بتاتی ہوں۔ دونوں نمازی بھی ہیں اور انہوں نے بچپن میں ہی نماز پڑھنی شروع کر دی تھی۔

استاذہ: سادہ طریقہ یہی ہے کہ جو کچھ خود پڑھیں وہ انہیں ضرور بتائیں۔ انسان جہاں جاتا ہے وہاں کے بارے میں آ کر گھر والوں سے تبادلۂ خیال کرتا ہے، یہ طریقۂ کار بہت مؤثر ہے، اس طرح سے بوجھ نہیں لگتا اور اگر ہم یہ دیکھنا چاہیں کہ حدیثِ رسول ﷺ ہم تک کیسے پہنچی تو یہی طریقۂ کار تھا کہ جو سنا، جس محفل میں بیٹھ کر سنا اور جس انداز میں بیٹھ کر سنا، اس کی روایت کر دی، اس کو لفظ بہ لفظ ویسے ہی پہنچا دیا، مثلاً حدیث کی روایت ہے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اسی اثنا میں ایک شخص آیا جس کے لباس پر سفر کے کوئی آثار نہ تھے۔ وہ آیا تو رسول ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا اور آپ ﷺ کی رانوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیے اور ہمیں یہ حیرت ہوئی کہ یہ کیسے بیٹھا ہوا ہے؟

یعنی پورا ایک منظر ہے۔ پھر روایت میں ہمیں یہ ملتا ہے کہ اس نے سوال کیا تو ہم حیران ہوئے۔ اس نے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ اور قیامت کی نشانیوں کے حوالے سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ میں پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اس نے سوال کیا کہ نشانیاں کیا ہیں؟ رسول اللہ

ﷺ نے نشانیاں بتائیں اور پھر وہ چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون تھا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو دین سکھانے آئے تھے۔

آپ یہ دیکھیں گے کہ حدیث کی روایت میں بوجھ نہیں ہے، جیسے دیکھا، جو سنا، جو کچھ محسوس کیا، سب کچھ سامنے رکھ دیا۔ یہ حکیمانہ طرزِ عمل ہے، یہ طریقہ گھر والوں کے لیے بھی مؤثر ہے اور باہر والوں کے لیے بھی۔

طالبہ 1: گھر والوں سے سب سے پہلے تعلق باللہ کی شیئرنگ کرنی چاہیے کیونکہ عموماً میں نے یہ دیکھا ہے کہ سب سے پہلے نماز پر شیئرنگ کی جاتی ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جیسے آپ نے آہستہ آہستہ بتایا ہے اسی طرح سے چیزوں کو آگے آہستہ آہستہ لے کر جانا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آغاز میں تو سادہ شیئرنگ ہوتی ہے لیکن آہستہ آہستہ درجہ بہ درجہ لیکچرز اور پمفلٹ دیکھ کے شیئرنگ کرنی چاہیے۔ مثلاً سب سے پہلے آیت الکرسی، ہر کوئی اس کو جانتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا بہترین تعارف کرایا گیا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کے بارے میں پتہ چل گیا تو توبہ کا تصور ہونا چاہیے۔ اس کے بارے میں کوئی لیکچر سنایا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد قرآنِ مجید شروع کیا جائے۔ میں نے گھر میں اس ترتیب سے کام کیا تو اب الحمدللہ اتنی تبدیلی ہے کہ جب بھی کوئی بات کرتی ہوں تو ابو یہ کہتے ہیں کہ یہ بتاؤ قرآن میں کہاں پر ہے؟ یعنی اب مجھے خود کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ بس قرآن کی آیت سامنے رکھ دوں تو ابو کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔

طالبہ 2: ایک طریقہ یہ ہے کہ میں براہِ راست اپنی بات سنانا چاہوں تو کوئی نہیں سنتا جیسے بھائی وغیرہ یا کوئی اور۔ دوسرا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ جب بھائی امی کے پاس بیٹھے ہوتے ہیں تو میں امی سے شیئر کرتے ہوئے بالواسطہ بھائیوں سے شیئر کر رہی ہوتی ہوں۔ اس کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ انہیں محسوس نہیں ہوتا کہ میں ان کے بارے میں شیئر کر رہی ہوں۔

طالبہ 3: ایک معاون کے طور پر مجھے جو سلیبس ملا تھا، اس کے لیے میرا طریقہ کار یہ تھا کہ میں اور میرے شوہر اکٹھے پڑھا کرتے تھے۔ وہ تلاوت کرتے تھے اور میں اس کی تفسیر پڑھ لیتی تھی، اس سے بہت زیادہ فرق پڑا۔ اپنی بیٹی کو میں اپنے ساتھ ہی رکھتی تھی اس میں بھی بہت مثبت تبدیلی آئی ہے الحمدللہ۔ اب میرے شوہر یہ کہتے ہیں کہ دین کی خدمت کے لیے جہاں بھی جانا ہو اس کو بھی اپنے ساتھ رکھا کرو۔

طالبہ 4: امی جان کی تو الحمدللہ کافی عرصے سے دلچسپی ہے لیکن ابو جان کی اتنی نہیں تھی۔ پچھلی دفعہ ہم نے سونامی کی ڈاکومینٹری دیکھی تھی اس وقت میرے ذہن میں ابو جی کا خیال بہت زیادہ آیا تھا۔ اس سے پہلے میں کسی حد تک کوشش تو کرتی تھی لیکن دعا نہیں کرتی تھی۔ اس کے بعد جب میں نے دعا کی تو مجھے یقین ہو گیا کہ ایسا ممکن ہے۔ پھر میں نے روزانہ کسی نہ کسی لیکچر کی ان کے سامنے بہت زیادہ تعریف کرنا شروع کر دی۔ پھر وہ وقت آ گیا کہ وہ اس کا انتظار کرتے اور اب الحمدللہ وہ چھ چھ گھنٹے تلاوت سنتے رہتے ہیں اور سی ڈیز بہت سنتے ہیں، بہت مستقل مزاج ہو گئے ہیں۔

استاذہ: یعنی آپ نے ایک ایسا تعلق بنوا دیا کہ اب آپ ہوں یا نہ ہوں انہیں راستہ مل گیا، اب وہ اس پر چلتے رہیں گے۔

طالبہ 5: شیئر نگ سے بہت زیادہ فرق پڑتا ہے کہ جیسے میں نے سورۃ بنی اسرائیل میں پڑھا پھر اسے اپنے والدین سے شیئر کیا اور پھر میں نے کہا کہ میں نے جو نافرمانیاں کی ہیں ان پر بہت شرمندہ ہوں (اکلوتی تھی تو والدین کی بہت زیادہ لاڈلی تھی)۔ اب ان کو یہ محسوس ہوا ہے کہ واقعی اس میں بہت زیادہ تبدیلی آئی ہے اور اب والدین کے ساتھ بہت زیادہ اچھا تعلق قائم ہو گیا ہے۔ جب انسان کے اپنے اندر تبدیلی آتی ہے تو وہ بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

استاذہ: اب کوئی اگر اس ماحول میں نہیں بھی پہنچ سکتا تو وہ سی ڈی یا کیسٹ سے استفادہ کر سکتا ہے۔ اس کے لیے ضرور کوشش کیجیے کہ باقاعدہ ضرور سیکھیں، قرآن کی کاپی پر ضرور لکھیں۔ سی ڈی ایک ماحول بناتی ہے اسی طرح کیسٹس بھی ایک ماحول بناتی ہیں، انسان اکیلے بیٹھ کر سیکھ سکتا ہے اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ انسان اکیلے نہ سیکھ سکے لیکن جب وہ لکھ رہا ہوتا ہے تو وہ غافل نہیں ہوتا۔

یہ بات اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے طے کر لیں کہ اپنے گھر والوں کو قرآن کی روشنی سے دور نہیں رکھنا، انہیں اندھیروں سے ضرور نکالنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ قرآن کی روشنی میں آئیں گے، اس کے سائے میں آئیں گے تو نماز بھی درست ہوگی اور اس کی وجہ سے خدمتِ خلق کا جذبہ بھی پیدا ہوگا اور پھر صرف یہ دو باتیں ہی نہیں پوری زندگی ہی درست ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ دین کا حقیقی تصور سمجھ آئے گا تو زندگی کا اصل مقصد پورا کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی، ایک پیاس اور طلب پیدا ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر قرآن نے آپ کے اندر طلب پیدا کی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ گھر والوں کے اندر بھی یہ طلب ضرور پیدا ہوگی۔

اچھے گھر کا تصور ہمارے ہاں بہت محدود ہے یعنی جہاں بہن بھائی اور والدین رہتے ہیں یا جہاں شوہر بیوی اور بچے رہتے ہیں۔ اس تصور کو تھوڑا وسیع کر لیں کہ دادا، دادی،

پھوپھو، خالہ، چچی، چچا، ماموں یعنی رشتہ داروں کو بھی شامل کرلیں۔ٹارگٹ بنائیں کہ کس رشتہ دار کے گھر میں کیا بات کرنی ہے۔کیسے ان کو مائل کرنا ہے اور یہ بات آپ ذہن میں رکھیں کہ خواہ کتنی ہی sharing ہو، آہستہ آہستہ قرآن کی طرف لے کر ضرور آنا ہے۔جب قرآن کے ساتھ جڑ جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ تو پھر تبدیلی مستقل آئے گی لیکن جیسے ایک ننھے پودے کی نگہداشت کی جاتی ہے یا ننھے بچے کی، اسی طرح جن لوگوں کو دین کی طرف لے کر آتے ہیں، ان کی بھی نگہداشت کرنی پڑتی ہے کیونکہ آپ اگر نگہداشت نہیں کریں گے تو شیطان تو alert ہے ہی، اُچک کرلے جائے گا۔وہ ضرور ان کے دلوں میں کوئی اُکساہٹ، کوئی وسوسہ ڈالے گا جس کی وجہ سے مشکل ہو جائے گی۔ سچی بات یہ ہے کہ جب تک انفرادی طور پر پڑھتے رہتے ہیں تو تبدیلی تو آتی ہے لیکن اجتماعی ماحول سے جڑے بغیر وہ تبدیلی فائدہ مند نہیں ہوتی جب تک کہ سب کے سب مل کے اس کے لیے کوشش نہیں کرتے، اس کا وہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتی ہوں کہ وہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اپنے سینوں کو روشن رکھنے کی، اس روشنی سے ہمیشہ مستفیض فرمائے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔اللہ تعالیٰ دنیا میں اس قرآن کی روشنی سے ہماری زندگیوں کو منور کردے اور حشر کے میدان میں بھی ہمارے نور کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔اللہ تعالیٰ ہماری ذات کو، اپنے گھر والوں، رشتہ داروں، پھر اپنے معاشرے والوں، پھر دنیا کے ہر انسان کو اس سچے راستے تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ ہمیں خود بھی یہ تڑپ نصیب کرے اور زندگی کی آخری سانس تک اس تڑپ کو منتقل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

جو خود دیکھیں اسے دوسروں کو بھی دکھائیں۔

جو خود پڑھیں اسے دوسروں کو بھی پڑھائیں۔

جوخود کریں وہ دوسروں سے بھی کروائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس قافلے میں شامل فرمالے جوانبیاء علیہم السلام کا قافلہ ہے، صالحین کا قافلہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہماری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور ہماری ان کوششوں میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾

''اے وہ لوگو جنہوں نے کفر کیا ہے۔''

ایمان کے مقابلے میں جہالت، تاریکی اور، کفر سے خطاب ہے، اندر کے کفر سے، وہ من جو انکار کرتا ہے اس سے کہا جارہا ہے:

﴿لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ﴾

''آج معذرت نہ کرو''

آج تو معذرت کا دن ہی نہیں ہے۔

آج تو فیصلے کا دن ہے۔

آج تو انجام کو پہنچنے کا دن ہے۔

﴿اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ [7]﴾ (التحریم)

''یقیناً تم اُسی کا بدلہ دیے جاؤ گے جو تم عمل کرتے تھے۔''

انسان پر اپنے گھر والوں کے لیے کتنی بڑی ذمہ داری عائد ہوری ہے۔ اسلام یہ ذمہ داری کیوں عائد کرتا ہے؟ کیونکہ فطرت کی مانگ ہے کہ جو اپنے لیے چاہتے ہیں وہی اپنے

گھر والوں کی لیے چاہنا، یہی دین کا تقاضا ہے یہی ہماری انسانیت کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے توجہ دلائی ہے کہ آپ جب تک اپنے گھر والوں کے لیے مخلص نہیں ہو جاتے، جب تک اپنی محبتوں کو رب کے راستے پر نہیں لگاتے، آپ کا ایمان کامل نہیں ہے، آپ کا تعلق کامل نہیں ہے، آپ نے ایمان کا تقاضا ہی پورا نہیں کیا۔

دنیا کی زندگی میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان حق کے راستے پر چل رہا ہوتا ہے لیکن وہی گھر والے ہوتے ہیں جو انسان کو حق کے راستے سے دور کر دیتے ہیں، اس سے حق کا راستہ چھڑوا دیتے ہیں۔ انسان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر گھر والوں کی رعائت کر کے دین کو چھوڑا، حق کی رعائت کرنا بھول گئے تو اس روِش کے نتیجے میں کل جہنم کے حوالے کر دیے جائیں گے۔ پھر جہنم کے داروغہ تو فرشتے ہیں، وہ روبوٹس کی طرح بے رحم ہیں اور ان ہی کی طرح کام کرتے ہیں، ان کے سینے میں انسان جیسا دل نہیں ہے یا رب جیسی رحمت نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ انسانوں کے ساتھ کوئی رعایت کریں۔ اس لیے رب نے ان گھر والوں کا رخ موڑنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو گھر والے ہمارا رخ موڑنے کے لیے تیار ہیں اگر آج ان کا رخ نہیں موڑا تو وہ ہمارا رخ موڑ سکتے ہیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ انہیں بھی روشنی کے اس راستے پر اپنے ساتھ چلا لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

(سی ڈی سے تدوین: تعلیم القرآن 2006)

النور کیا ہے؟

النور ایک ایسا ادارہ ہے جو بچیوں اور خواتین کی اسلامی تعلیم و تربیت کرتا ہے

امتیازی خصوصیات

1۔ قرآن و حدیث کے بنیادی ماخذ سے مستند تعلیم کا اہتمام

2۔ عقائد کی اصلاح

3۔ روایتی طریقے سے ہٹ کر تمام سمعی و بصری آلات کو استعمال کرتے ہوئے تعلیم فراہم کرنا

4۔ غیر فرقہ وارانہ تعلیم

5۔ تعلیم یافتہ خواتین کے لیے مختصر اور درمیانی مدت کے دورانیے کے کورسز

ایڈوانس ڈپلومہ

ایڈوانس ڈپلومہ اسلامی تعلیم کا ایک کورس ہے

1۔ جس میں قرآن حکیم، سنت اور دیگر اسلامی علوم شامل ہیں۔

2۔ ان علوم کو مستند روایات کی روشنی میں پڑھایا جاتا ہے۔

3۔ اس کورس کے ذریعے کردار میں مثبت تبدیلی کے لیے کوشش کی جاتی ہے

4۔ اس کورس کا مقصد ایسے افراد کو تیار کرنا ہے جو اپنے خاندانوں اور معاشرے کے لیے بہترین اثاثہ ثابت ہوں۔

اس کورس میں ہم سیکھیں گے

☆ قرآن (ترجمہ، تفسیر اور تجوید) ☆ حدیث رسول ﷺ

☆ سیرت ☆ عبادات ☆ عقیدہ

☆ مثالی شخصیات ☆ اخلاقیات ☆ تقابلِ ادیان

☆ آداب ☆ سیرت صحابیات ☆ تزکیہ

☆ مثالی عورت کا کردار

یہ کورس مندرجہ ذیل شہروں میں شروع ہو رہا ہے

لاہور	10211 گلبرگ III نزد فردوس مارکیٹ	042-35851301, 0336-4033045
کراچی	گراؤنڈ فلور، ریجنسی ٹاور، نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک 3	021-35292341-42, 0336-4033034
فیصل آباد	121-A فیصل ٹاؤن ویسٹ کینال روڈ	041-38759781-92, 03364033050
ملتان	چونگی نمبر 9، بالمقابل 6 عثمان کالونی نزد L.E.C بالمقابل A.I.M.Q	0336-4033103
بہاولپور	11-B محمد حسین روڈ ماڈل ٹاؤن A	0336-4033095

Al-Noor Welfare Foundation

LAHORE: 102-H, Gulberg III, Lahore. Tel: +92 336-4033045
+92 42-35851301, 35881169
FAISALABAD: 121-A Faisal Town, West Canal Road, Faisalabad.
Tel: 0336-4033050, 041-8759191-92
KARACHI: Ground Floor, Karachi Beach Residency, Near Bilawal House,
Clifton Black 2, Karachi. Tel: 0336-4033034, 021-35292341-42

www.alnoorpk.com
sales@alnoorpk.com
Nighat Hashmi
Alnoor International
YouTube Nighat Hashmi
+92 336 4033042/49